

## 5 بیرونی شعبہ

### 5.1 عمومی جائزہ

پاکستان کے بیرونی شعبے کے حوالے سے تشویش جو مالی سال 14ء کی پوری دوسری ششماہی کے دوران کم کم رہی تھی م س 15ء کے آغاز کے ساتھ ہی پھر ابھرائی۔ پچھلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں ملک کے جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافے اور مالی قوم نہ آنے کی وجہ سے پہلی سہ ماہی میں پاکستان کے توازن ادائیگی پر دباؤ پڑا (جدول 5.1)۔ اگرچہ ملک کو اوائل جولائی میں آئی ایم ایف سے تیسری قسط مل گئی تھی تاہم پروگرام کے چوتھے جائزے میں تاخیر سے بازار مبادلہ میں غیر یقینی کیفیت پیدا ہوئی۔ اس کے باوجود یہ غیر یقینی کیفیت اور مجموعی بیرونی دباؤ پہلی سہ ماہی میں اتنا شدید نہیں تھا جتنا گزشتہ برس کی اسی مدت میں رہا تھا۔<sup>1</sup>

اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی برآمدات پر بہت زیادہ محسوس کی گئی۔ درآمدات پر اس کا اثر درآمد شدہ فولاد اور کھاد کی طلب میں اضافے، غذائی نقصانات کے باعث سبزیوں کی اضافی درآمد اور ٹیلی کام اور ڈیٹا پروسیسنگ شعبوں میں نیٹ ورک اپ گریڈیشن کی وجہ سے دھیمپڑ گیا (سکشن

جدول 5.1: پاکستان کے بیرونی شعبے کا خلاصہ					
ملین ڈالر، پاکستانی روپے کا رجحان فیصد میں					
سہ ماہی 1، م س 14ء	سہ ماہی 2، م س 14ء	سہ ماہی 3، م س 14ء	سہ ماہی 4، م س 14ء	سہ ماہی 1، م س 15ء	
-1,315	-1,214	1,885	3,731	-154	اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (فرق)
-1,203	-1,504	1,761	4,065	-630	زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر (فرق)
-6.0	0.7	6.9	-0.3	-3.7	پاکستانی روپے کی قدر میں کمی (-) / اضافہ (+)
-1,268	-647	-678	-378	-1,647	جاری حسابات کا توازن
-4,301	-4,213	-3,883	-4,130	-6,022	تجارتی توازن
6,275	6,257	6,282	6,348	5,960	برآمدات
10,576	10,470	10,165	10,478	11,982	درآمدات
-894	-603	-619	-521	-505	خدمات کا توازن
0	322	353	375	735	کولیشن سپورٹ فنڈ
3,927	3,863	3,793	4,249	4,695	کارکنوں کی ترسیلات
231	189	255	956	169	پاکستان میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
108	-23	19	2,642	141	پاکستان میں جز دانی سرمایہ کاری
-329	-210	77	1,450	218	بیرونی قرضے (خالص بہاؤ)
1,809	2,325	1,250	1,612	1,459	بیرونی قرضوں کی واپسی (خام)
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

<sup>1</sup> م س 14ء کی پہلی سہ ماہی خاصی دشوار رہی جس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ آئی ایم ایف کو قرضے غیر مساوی اقساط میں واپس کیے جاتے رہے (یہ سلسلہ آخر نومبر 2014ء تک جاری رہا)۔



5.4۔ چنانچہ اس دوران تجارتی خسارہ تیزی سے بڑھا۔ ترسیلات زر میں خوب اضافہ ہوا لیکن سہ ماہی کے دوران ان سے تجارتی خسارے کا صرف 80 فیصد پورا ہو سکا۔ پس جاری کھاتے کا خسارہ 11.4 فیصد سال بسال بڑھ گیا۔ آمد رقوم نہ ہونے کی بنا پر یہ کی ملک کے زرمبادلہ ذخائر سے پوری کی گئی۔

سیاسی فضا بھی مددگار نہ تھی۔ وسط اگست سے اسلام آباد میں مظاہروں نے درآمد کنندگان کو پاکستانی

روپے کی بابت محتاط کر دیا اور انہوں نے تیز شرح پر پوزیشنیں بند کرنے کو ترجیح دی۔ اس غیر یقینی کیفیت سے بازار مبادلہ پر دباؤ پڑا اور 7 مارچ کے بعد پہلی بار روپے کی قیمت 25 ستمبر کو 102.8 روپے فی امریکی ڈالر تک پہنچ گئی اور آخر دسمبر تک 100.6 روپے پر مستحکم ہو گئی (شکل 5.1)۔

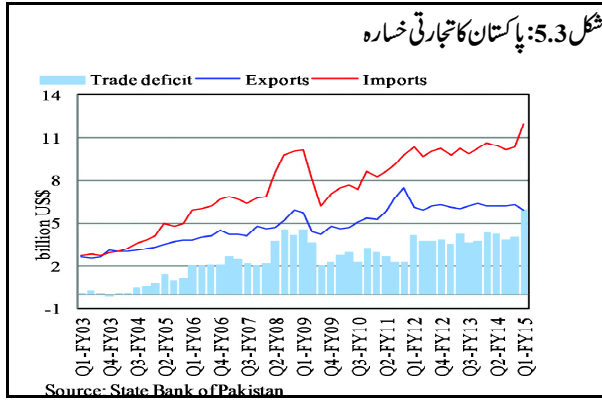
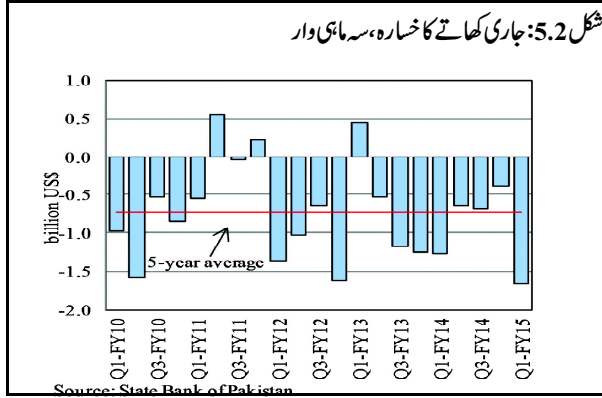
مستقبل میں ہمیں توقع ہے کہ بیرونی پوزیشن ابتداء کے انداز سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اول، ای ایف ایف پروگرام کے چوتھے اور پانچویں جائزے پر آئی ایم ایف سے مذاکرات کامیابی سے تکمیل پا چکے ہیں۔ پریس ریلیز کے مطابق آئی ایم ایف کو معاشی استحکام اور پیداواری نمو کی تقویت میں مجموعی پیش رفت پر اطمینان ہے۔<sup>2</sup> پاکستان کو دسمبر 2014ء میں 1.1 ارب ڈالر کی ایک مشترکہ قسط پہلے ہی مل چکی ہے۔ نیز، حکومت نومبر میں صکوک کے اجراء کے ذریعے بین الاقوامی مارکیٹ سے ایک ارب ڈالر حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ ان کے علاوہ حکومت دیگر ذرائع سے رقوم کی آمد کی توقع کر رہی ہے جن میں یہ شامل ہیں: (i) اے بی ایل اور ایچ بی ایل کے حصص کی فروخت سے لگ بھگ ایک ارب ڈالر، (ii) عالمی بینک سے (بجٹ کے مطابق) 1.9 ارب ڈالر، اور (iii) اے ڈی بی سے (بجٹ کے مطابق) ایک ارب ڈالر۔

تاہم پائیداری کے لحاظ سے زیادہ تسلی بخش صورتحال اکتوبر 2014ء میں برآمدات کی بحالی اور اس کے ہمراہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی بھرپور آمد ہے۔<sup>3</sup> درآمدات میں بھی بلند نمو دیکھی گئی کیونکہ مقامی اشیاء سازوں کو خام مال کی موجودہ پست عالمی قیمتوں سے فائدہ ہوا۔ آئندہ اجناس کی قیمتوں (خصوصاً تیل) کا رجحان تعین کرے گا کہ جاری کھاتے کا توازن سال کے آخر میں کہاں ہوگا۔ تیل کی قیمتیں (سعودی عربین لائٹ) پہلے ہی آخر نومبر تک کم ہو کر صرف 67.1 ڈالر فی بیرل (4 سالہ پست ترین) پر آ چکی ہیں اور توقع ہے کہ پورے 2015ء کے دوران ان میں کوئی خاص بحالی نہیں دیکھی جائے گی۔<sup>4</sup> چنانچہ ہمارے درآمدی بل کا سب سے بڑا حصہ اس سال اتنا باعث تشویش نہیں۔

<sup>2</sup> <http://www.imf.org/external/np/sec/pr/2014/pr14505.htm>

<sup>3</sup> ادا بینگیوں کے اندراجات کے مطابق اکتوبر کے دوران برآمدات 0.9 فیصد بڑھیں جبکہ کسٹم کے ریکارڈ کے مطابق 5 فیصد بڑھیں۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی جو رقوم اکتوبر 2013ء میں 57 ملین ڈالر تھیں وہ اکتوبر 2014ء میں بڑھ کر 254 ملین ڈالر ہو گئیں۔

<sup>4</sup> اہم سرمایہ کاری بینکوں نے تیل کی قیمتوں پر اپنی پیش گوئیوں میں کمی کر لی ہے۔ مورگن اسٹینل اپنے بنیادی نرخ کم کر کے 2015ء اور 2016ء کے لیے بالترتیب 70 ڈالر اور 88 ڈالر تک لے آیا۔ اسی طرح گولڈ مین سیکس نے بھی 2015ء کی پہلی سہ ماہی کے لیے تیل کی برینٹ اور ڈبلیو آئی کروڈ اقسام کی اپنی پیش گوئی 85 اور 75 ڈالر فی بیرل تک کم کر لی ہیں (ماخذ: <http://www.reuters.com/article/2014/12/08/us-markets-oil-idUSKBN0JM03P20141208> اور <http://www.bloomberg.com/news/2014-10-27/goldman-cuts-brent-wti-forecast-as-production-to-outpace-demand.html>)



علاوہ ازیں، معلوم ہوتا ہے کہ ملکی مارکیٹ میں غذا کی فراہمی بہتر ہوگئی ہے جس سے ان کی درآمدات کم ہو جانی چاہئیں۔<sup>5</sup> جہاں تک دوسری درآمدات کا تعلق ہے، اب تک زیادہ تر نمو مشینری، کیمیکلز اور دیگر خام مال سے ہوئی ہے، یعنی ان اشیاء سے جو براہ راست صنعتی سرگرمیوں میں مدد دیتی ہیں۔<sup>6</sup> اگر ان اشیاء کی درآمدات بڑھتی بھی رہیں تو مستقبل کی نمو کے لیے اچھا ہوگا۔ سب سے زیادہ تشویش برآمدات بڑھانے اور بقیہ (یا پیشتر) تجارتی خسارے کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری اور ترسیلات سے پورا کرنے کی ضرورت کے حوالے سے ہے۔ جب تک ہم ان رقوم میں پائیدار اضافے کے ذریعے ملک کی دور رس درآمدی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہ ہوں گے، متغیر بیرونی فنڈنگ پر ہمارا انحصار برقرار رہے گا۔ صرف یہی انحصار ہماری نمو کو کمزور کرنے کے لیے کافی ہے۔

## 5.2 جاری کھاتہ

میں 15ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ 1.4 ارب ڈالر تھا جو گزشتہ برس کی پہلی سہ ماہی سے 11.4 فیصد زیادہ اور حکومت کے مقررہ سالانہ ہدف کا 50 فیصد ہے۔<sup>7</sup> پچھلی تین سہ ماہیوں اور گزشتہ پانچ برسوں کی اوسط کی نسبت اس خسارے کا سائز باعث تشویش ہے (شکل 5.2)۔

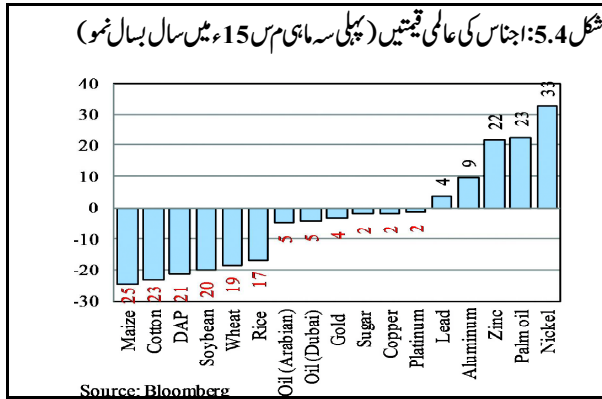
## تیل کی کم قیمتوں کے ساتھ ریکارڈ بلند تجارتی خسارہ

میں 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کا تجارتی خسارہ 6.0 ارب ڈالر کی عدم النظیر سطح پر پہنچ گیا۔ درآمدات جولائی تا ستمبر 2008ء کی بلند ترین سطح سے بھی تجاوز کر گئیں جب اجناس کی عالمی قیمتیں ریکارڈ بلند سطح پر تھیں (شکل 5.3)۔ دوسری جانب برآمدی وصولیاں 4.7 فیصد سال بسال کم ہو گئیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پاکستان اپنی قدر اضافی کی حامل مصنوعات کی زیادہ قیمتیں حاصل نہ کر سکا۔ مزید برآں، چین میں ٹیکسٹائل کے خام مال کی منڈی

<sup>5</sup> اس موقف کو غذائی گرانی میں سال بسال صرف 4.4 فیصد اور 1.1 فیصد کی سے تقویت ملتی ہے جو بالترتیب اکتوبر اور نومبر میں ہوئی، جو کہ جولائی تا ستمبر 2014ء میں سال بسال 5.8 فیصد تھی۔

<sup>6</sup> پاکستان کی 85 فیصد درآمدات خام مال اور اشیاء سرمایہ پر مشتمل ہوتی ہیں (ماخذ: <http://pbs.gov.pk/sites/default/files/tables/14.5.pdf>)

<sup>7</sup> حکومت نے سالانہ منصوبہ 2014-15ء میں جاری حسابات کے خسارے کا ہدف 2.8 ارب ڈالر مقرر کیا ہے۔



کی سیرشدگی اور بنگلہ دیش میں گارمنٹ انڈسٹری کی کمزور سرگرمیاں بھی پاکستان کے ٹیکسٹائل خام مال جیسے دھاگے اور خاکستری کپڑے کی کم برآمدات کا باعث بنیں (سیکشن 5.4)۔

برآمد اور درآمد کے رجحانات میں انحراف کا تعلق کسی حد تک عالمی اجناس منڈی کی صورتحال سے بھی بنتا ہے: پاکستان کی اہم برآمدات (کپاس اور چاول) کی قیمتیں اہم درآمدات (خام تیل اور

بعض صنعتی دھاتیں) کی نسبت زیادہ گریں (شکل 5.4)۔ پام آئل کی طرح کی دیگر اہم درآمدی اشیاء کی قیمتیں بین الاقوامی بازار میں بڑھیں۔ مزید یہ کہ م س 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی قیمت میں اضافے نے بھی بظاہر تجارتی خسارے میں کردار ادا کیا (سیکشن 5.4)۔ خاص طور پر درآمد کنندگان آرڈرز کی گرتی ہوئی تعداد کو بین الاقوامی خریداروں کو بتائی گئی قیمتوں سے منسوب کرتے ہیں۔

تجارتی خسارے میں اضافے کا اثر زیادہ تر ترسیلات کی بھرپور نمو اور اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت 735 ملین ڈالر کی رقم کی آمد کی وجہ سے زائل ہو گیا جس سے خدمات کا خسارہ کم کرنے میں مدد ملی۔ یاد رہے کہ م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت رقوم مؤخر ہوئیں جس سے بازار مبادلہ میں دباؤ بڑھ گیا۔

#### ترسیلات زر

م س 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ترسیلات زر 19.5 فیصد بڑھ گئیں۔ ہمارے نقطہ نظر کے مطابق یہ بھرپور نمو اس سہ ماہی کے دوران دونوں عیدین پڑنے کے مجموعی موسمی اثر کی عکاسی کرتی ہے۔<sup>8</sup> جولائی اور ستمبر کے دوران ترسیلات زر میں بالترتیب 17.4 فیصد اور 33.8 فیصد کی نمو دیکھی گئی۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگست اور اکتوبر میں بھی جب کسی موسمی رقوم کی آمد نہیں ہوئی ترسیلات زر خاصے معتدل انداز میں بڑھتی رہیں۔<sup>9</sup> مزید یہ کہ سیلاب زدہ علاقوں میں اس سال زیادہ ترسیلات زر آنے کا امکان ہے۔

زیادہ تر اضافہ خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب سے آیا۔ موسمی رقوم کی آمد کے علاوہ ترسیلات زر اس خطے میں متحرک نان آئل شعبے کی وجہ سے بھی مضبوط رہیں۔ آئی ایم ایف کے مطابق 2014ء کے دوران خلیج تعاون کونسل میں نان آئل شعبے خصوصاً انفراسٹرکچر کی بنا پر 4.4 فیصد نمو درج ہونے کا امکان ہے۔<sup>10</sup>

8 عید الفطر جولائی کے تیسرے ہفتے میں منائی گئی جبکہ عید الاضحی اکتوبر کے پہلے ہفتے میں آئی۔ تارکین وطن تہوار سے چند روز پہلے اپنے خاندانوں کو رقم بھیجتے ہیں چنانچہ عید الاضحی کے ترسیلات پر موسمی اثرات بھی پہلی سہ ماہی میں محسوس کیے گئے۔

9 اگست اور اکتوبر میں ترسیلات بالترتیب صرف 7.1 فیصد اور 2.6 فیصد بڑھیں۔

10 ماخذ: <http://www.imf.org/external/pubs/ft/reo/2014/mcd/eng/pdf/c1c2.pdf>

ترسیلات کی منتقلی میں باضابطہ ذرائع کے استعمال کے فروغ کی کوششیں جاری ہیں۔ اس کے علاوہ بینک اور خرد مالکاری ادارے اب انتقال زر کے عالمی اداروں سے منسلک کیے جا رہے ہیں۔ چونکہ خرد مالکاری ادارے صارفین کی ضروریات کے حوالے سے زیادہ متحرک ہوتے ہیں اس لیے ان کی شمولیت سے ترسیلات کی منتقلی کی میکانیت بہتر ہوگی۔ بلکہ دیش کے تجربے سے ترسیلات کی مؤثر منتقلی میں ان اداروں کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

پاکستان ریمیٹنس انی شینٹ (PRI) کے تحت کیا گیا ایک اہم اقدام آسان طریقہ کار کے ذریعے رخصت ہونے والے کارکنوں کے بینک کھاتے لازمی طور پر کھلوانا ہے۔ یہ کھاتے روایتی بینک کھاتوں سے علیحدہ شمار ہوتے ہیں اور ان میں رقوم کی آمدورخصت کی نگرانی کی جا رہی ہے جس سے حکام کو گڑبڑ والے ان علاقوں کی شناخت کرنے میں مدد ملے گی جہاں سے ترسیلات آتی ہیں۔<sup>11</sup> بینک کھاتہ رکھنے سے تارکین وطن اور ان کے اہل خانہ کے مالی شعبے کے بارے میں منفی تاثر سے نمٹنے میں بھی مدد ملے گی جو رقم بھیجنے کے غیر رسمی ذرائع کے استعمال کی ایک بڑی وجہ ہے (بکس 5.1)۔

پی آر آئی پاکستان کے ترسیلات سے زرخیز علاقوں میں زرمبادلہ کی آمد کا بغور جائزہ لے رہی ہے اور زرمبادلہ کی غیر قانونی لین دین کے خاتمے کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں سے مل کر کام کر رہی ہے۔ تاہم مضبوط کرنسی کی سرحد پار اسٹیمنگ کے خلاف نگرانی بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ غیر رسمی ترسیلات کی منتقلی کے چکر کو ختم کیا جاسکے۔ ملک کی سرحدی افواج نیز قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ضوابط کی سختی سے پابندی کی جا رہی ہے۔

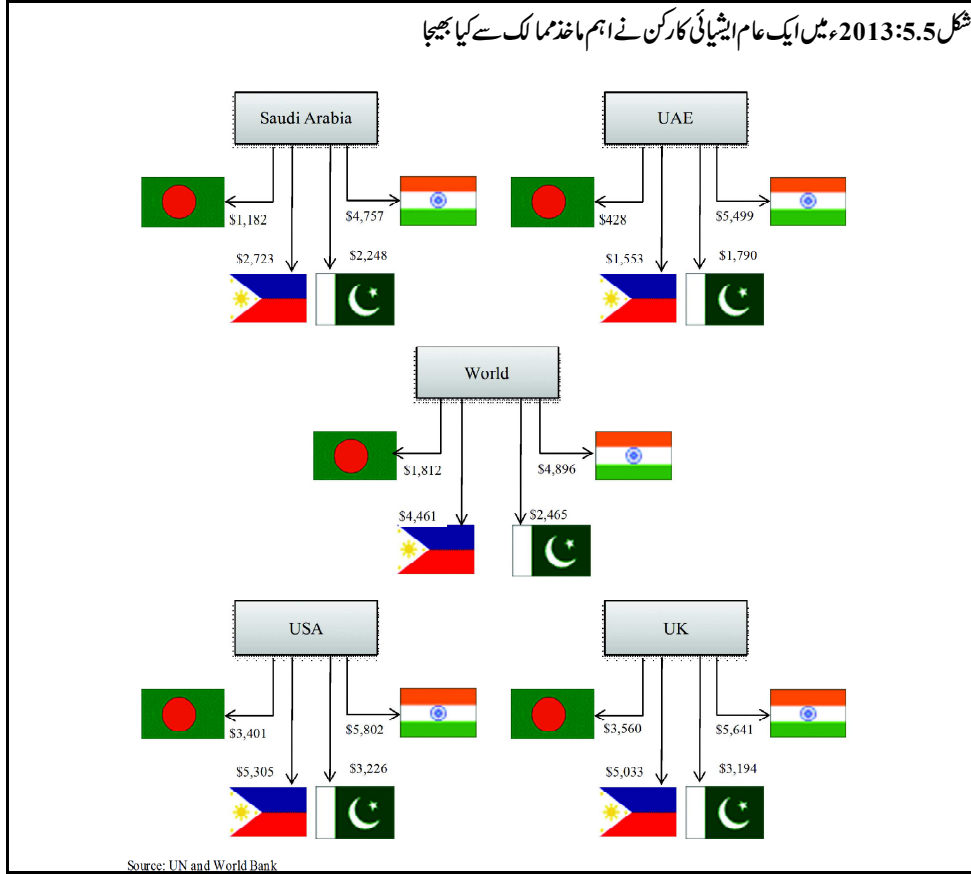
#### بکس 5.1: گھرانے ترسیلات کے لیے غیر رسمی ذرائع کو ترجیح کیوں دیتے ہیں

گھرانوں کے دوسروں کا مائیکرو ڈینا استعمال کرتے ہوئے احمد اور دیگر (2013ء) نے ان وجوہات کا تجزیہ کیا جن کے سبب تارکین وطن غیر رسمی ذرائع سے ترسیلات بھجوانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پہلا گھریلو سروے سمندر پار تارکین اور ترسیلات کا تھا (2009ء) (Household Survey of Overseas Migrants and Remittances (2009)) جو بے ترتیبی سے پچھنے گئے ملک کے نو اضلاع سے 548 گھرانوں کے ایک چھوٹے نمونے پر مشتمل تھا، ہر گھرانے کا ایک فرد سعودی عرب میں ملازمت کر رہا تھا۔ اعداد و شمار کا دوسرا مجموعہ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس (PIDE) کے ایک پیپل سروے (2010ء) سے لیا گیا جس میں 16 اضلاع کے چار ہزار گھرانوں کو شامل کیا گیا۔ پرانا ہونے کے باوجود ان سروے کے نتائج قابل توجہ ہیں:

- \* بینک کا بطور زریعہ استعمال خاصا کم ہے: شہری گھرانے کی صورت میں یہ استعمال 43 فیصد، اور دیہی گھرانے کی صورت میں 33 فیصد ہے۔ چنانچہ شہروں کے بھی نصف سے زائد گھرانے غیر بینک ذرائع سے یہ رقوم وصول کرتے ہیں۔ سروے سے پتہ چلتا ہے کہ تارکین وطن اور ان کے گھرانے بینک کے استعمال سے چمکیاتے ہیں جبکہ غیر رسمی ذرائع ان کی دلچسپی پر رقم پہنچا دیتے ہیں۔
- \* دیہی نمونے کے تقریباً ایک چوتھائی جواب دہندوں نے اس بات کی شکایت کی کہ قریب ترین بینک سے بھی رقم وصول کرنے میں طویل وقت لگ جاتا ہے، جبکہ شہری گھرانوں کا کہنا تھا کہ لین دین کی بلند لاگت وہ اہم سبب ہے جس کی بنا پر وہ بینک کو استعمال نہیں کرتے۔
- \* خلیج تعاون کونسل کے ملکوں میں مزدور عموماً گروپوں کی شکل میں رہتے ہیں اور ان کا ایک غیر رسمی گروپ لیڈر ہوتا ہے، جو کہ غیر رسمی ذرائع سے، یا پاکستان جانے والے کسی جان پہچان کے دوست کے ذریعے، پیسے منتقل کرنے کا انتظام کرتا ہے۔
- \* تارکین کی تعلیمی سطح، اور رقم منتقل کرنے میں بینک کے ان کے استعمال میں کوئی براہ راست تعلق نہیں پایا گیا۔
- \* بیرون ملک زیادہ طویل قیام مزدوروں کو اپنی رقوم پاکستان بھجوانے کے لیے غیر رسمی ذرائع کی تلاش میں مدد دیتا ہے۔

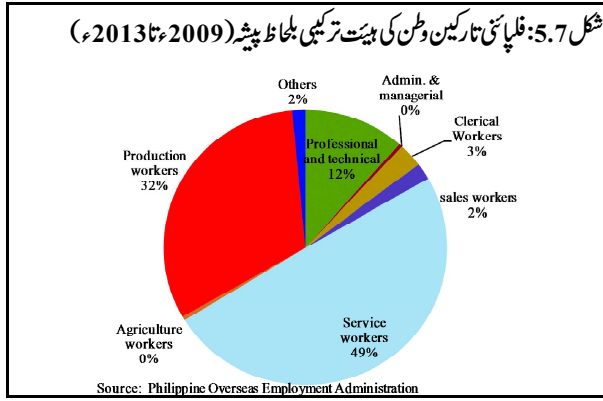
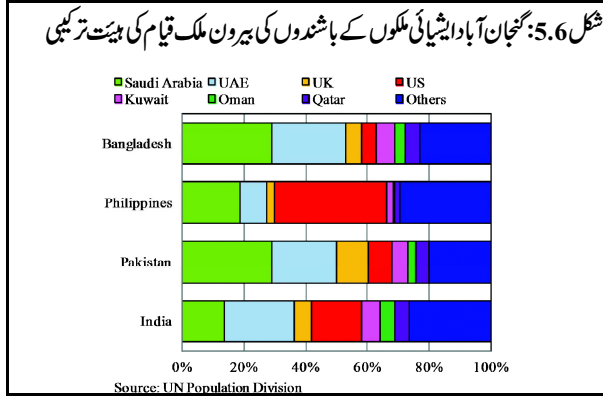
ماخذ: راشد احمد، جی ایم عارف ”How to Increase Formal Inflows of Remittances: An Analysis of the Remittance Market in Pakistan“، فروری 2013ء، گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اسٹڈیز (لاہور اسکول آف اکنامکس)، انٹرنیشنل گرو تھ سینٹر (آئی جی سی) اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس کی مشترکہ مطبوعہ۔

11 مثال کے طور پر اگر کسی خاص علاقے سے رقوم کی آمد متواتر کم رہے تو یہ اس بات کا اشارہ ہو سکتا ہے کہ رقوم بھجوانے کا اس علاقے میں کوئی متبادل راستہ موجود ہے جو رقوم کو بڑھتے نہیں دے رہا۔ تب پی آر آئی ان علاقوں میں متعلقہ حکام سے اس معاملے پر بات چیت کر سکتا ہے۔



پاکستانی دوسرے ایشیائی ممالک سے کم رقم کیوں بھیجتے ہیں: اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ مالی سال 14ء میں ہم نے ترسیلات وصول کرنے والے دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی کارکردگی کا تجزیہ کیا تو یہ مشاہدے میں آیا کہ اوسطاً پاکستانی تارکین دوسروں سے کم رقم بھیجتے ہیں (شکل 5.5)۔

اس سیکشن میں اس رجحان کے اسباب کے تشریح کی کوشش کی جائے گی۔ اول، اس رجحان میں کئی عوامل شامل ہو سکتے ہیں: (i) تارکین کے جغرافیائی ارتکاز میں فرق، (ii) تارک وطن کارکنوں کی مہارتیں اور روزگار کی نوعیت، (iii) تارک وطن کارکنوں کی حیثیت (قانونی/غیر قانونی، عارضی/مستقل وغیرہ)، اور (iv) ماخذ ممالک میں جہاں بیشتر تارکین وطن موجود ہیں مالی ضوابط کا معیار۔ جیسا کہ شکل 5.6 میں دکھایا گیا ہے، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور فلپائن کے بیشتر کارکنوں کو امریکہ، برطانیہ اور خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً سعودی عرب میں ملازمتیں ملتی ہیں۔ زیادہ تر پاکستانی اور بنگلہ دیشی باشندے خلیج میں کام کرتے ہیں مگر فلپائنی کارکن امریکہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ بھارتی کارکن ان تمام ممالک میں یکساں طور پر تقسیم ہیں۔



یہ بات قابل ذکر ہے کہ فلپائن اور پاکستان میں تارک وطن کارکنوں کے حوالے سے بڑا فرق ہے۔ بیرون ملک کام کرنے والے تقریباً نصف فلپائنی خواتین ہیں جو خدمات میں کام کرتی ہیں زیادہ تر امریکہ، یورپ اور ایشیائی ممالک میں گھریلو ملازمہ کے طور پر (شکل 5.7)۔ بے شک اس کا پاکستان سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہمارے زیادہ تر تارکین وطن مرد ہیں جو تعمیرات، اشیا سازی اور دیگر پیشہ ورانہ شعبوں میں کام کر رہے ہیں۔ تاہم سعودی عرب میں جہاں پاکستانیوں اور فلپائنیوں کے کام کی نوعیت ملتی جلتی ہے، ترسیلات فی تارک وطن میں زیادہ فرق نہیں۔

امریکہ اور برطانیہ سے ایک اوسط پاکستانی باشندہ بھارتیوں اور فلپائنیوں سے کم رقم بھیجتا ہے جس کی وجہ غالباً کم آمدنی ہے۔ امریکہ میں پاکستانی گھرانوں کی اوسط (median) سالانہ آمدنی 60000 ڈالر تھی جبکہ بھارتی گھرانوں کی 89000

ڈالر اور فلپائنی گھرانے کی 74000 ڈالر تھی (جدول 5.2)۔<sup>12</sup> یہ فرق بنیادی طور پر بھارتی اور فلپائنی تارکین وطن میں پاکستانیوں کے مقابلے میں زیادہ تعلیم کی وجہ سے ہے۔ نتیجتاً لگ بھگ 32 فیصد پاکستانی تارکین وطن امریکہ میں انتظامی اور پیشہ ورانہ عہدوں پر ہیں جبکہ بھارتیوں اور فلپائنیوں میں یہ شرح 50 فیصد اور 35 فیصد ہے۔ برطانیہ میں بھی بھارتی تارکین وطن کو سب سے زیادہ کمانے والا گروپ جانا جاتا ہے اور وہ متعدد پیشوں جیسے فولاد، انجینئرنگ، مالیات، خوردہ فروشی، اطلاعی ٹیکنالوجی، ہوٹل، دواسازی اور میڈیا میں کام کرتے ہیں۔<sup>13</sup>

جہاں تک بنگلہ دیشیوں کا تعلق ہے، اگرچہ تخمینوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ امریکہ میں پاکستانیوں سے کم کماتے ہیں تاہم ترسیلات زر زیادہ بھیجتے ہیں۔ گوکہ دونوں برادر یوں کے معیار زندگی میں فرق ہو سکتا ہے مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی غیر رسمی ذرائع سے زیادہ رقم بھیجتے ہیں۔ بنگلہ دیش اور پاکستان میں نمایاں ترین فرق ترسیلات کی حواگی کے مرحلے میں ہے جہاں خرد مالکاری ادارے آجاتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں خرد مالکاری اداروں کی رسائی بہت زیادہ ہے، جغرافیائی موجودگی کے لحاظ سے بھی اور ارکان کی تعداد کے لحاظ سے بھی جس کی وجہ سے بنگلہ دیش بعید ترین

12 ماگنیشن پالیسی انسٹیٹیوٹ واشنگٹن ڈی سی میں قائم ایک آزاد تھنک ٹینک ہے جس کا کام دنیا بھر میں لوگوں کی نقل مکانی کا تجزیہ کرنا ہے۔

13 دنیا بھر سے برطانیہ آنے والے تقریباً دو تہائی سافٹ ویئر پیشہ ور افراد کا تعلق بھارت سے ہوتا ہے۔

جدول 5.2: 2009-13ء کے دوران امریکہ جانے والے ایشیائی تارکین وطن کے خواص					
مجموعی امریکی آبادی کی پاکستانی تارکین کی بھارتی تارکین کی بنگلہ دیشی تارکین کی فلپین تارکین کی					
گھرانوں کی آمدنی					
گھرانوں کی اوسط آمدنی	50,000 ڈالر	60,000 ڈالر	89,000 ڈالر	54,000 ڈالر	74,000 ڈالر
بلند آمدنی (90,000 ڈالر سے زائد) والے گھرانوں کا تناسب	25 فیصد	33 فیصد	50 فیصد	32 فیصد	40 فیصد
بہت بلند آمدنی (140,000 ڈالر سے زائد) والے گھرانوں کا تناسب	10 فیصد	18 فیصد	27 فیصد	15 فیصد	18 فیصد
ملازمت (16 سال عمر اور اس سے زائد کی آبادی)					
جو ملازمت پر تھی	91 فیصد	90 فیصد	94 فیصد	93 فیصد	92 فیصد
جو پیشہ ور صروفیات میں تھی	31 فیصد	32 فیصد	50 فیصد	31 فیصد	35 فیصد
تعلیم کا حصول (25 سال عمر اور اس سے زائد کی آبادی)					
ہائی اسکول اور کالج کی کچھ تعلیم لینے والے	57 فیصد	34 فیصد	16 فیصد	35 فیصد	43 فیصد
ہیڈ کوارٹر والے	20 فیصد	33 فیصد	35 فیصد	28 فیصد	43 فیصد
ایڈوانسڈ ڈگری والے	11 فیصد	23 فیصد	44 فیصد	25 فیصد	9 فیصد
ماخذ: ہانگ کانگ پالیسی انسٹی ٹیوٹ، امریکہ					

علاقوں میں بھی انتقال زر کی خدمات فراہم کر سکتا ہے۔ 2004ء سے براک، بورو بنگلہ دیش اور ٹی ایم ایس ایس جیسے اہم خرد مالکاری ادارے بنگلہ دیش میں ترسیلات کی خدمات فراہم کر رہے ہیں۔<sup>14</sup> اگرچہ پاکستان کے دیہی علاقوں میں خرد مالکاری ادارے مستحکم ہوتے جا رہے ہیں تاہم بنگلہ دیش کی نسبت ان کا نیٹ ورک اور سائز کافی محدود ہے۔

خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں مقیم پاکستانی باشندوں کی جانب سے بھیجی جانے والی اوسط رقم کم و بیش اتنی ہی ہے جتنی کہ فلپائن اور بنگلہ دیش کے باشندے اپنے ملکوں کو بھیجتے ہیں۔ تاہم، پاکستانی اور بھارتی باشندوں کے درمیان بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے حوالے سے یہ فرق زیادہ حیران کن ہے کیونکہ افرادی قوت کے تحریکات ایک جیسے ہیں: افرادی قوت اور تکنیکی افرادی قوت کے مقابلے میں پاکستان اور بھارت دونوں کے پیشہ ور افراد کا حصہ بہت کم ہے۔ دوسرے، اگر سعودی عرب میں پاکستانی باشندوں کی بڑی تعداد قانونی حیثیت نہیں رکھتی تو کئی بھارتی بھی قانونی اسپانسرز کے بغیر کام کر چکے ہیں یا ویزے سے زائد میعاد پر مقیم رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں اہم فرق ترسیلات زر کے سرکاری ذرائع استعمال کرنے کے حوالے سے ان دونوں ممالک کی حکومتوں کی جانب سے فراہم کردہ سہولتوں کا ہے۔<sup>15</sup> یہ امر قابل ذکر ہے کہ غیر اقامتی بھارتی باشندے (این آر آئی) اپنی ترسیلات زر کا تقریباً 44 فیصد خصوصی روپیہ اکاؤنٹس بشمول غیر اقامتی (بیرونی) روپیہ کھاتہ اور غیر اقامتی عام روپیہ کھاتہ کے ذریعے بھیجتے ہیں۔<sup>16</sup> ان امانتوں کے ذریعے (گذشتہ برسوں میں) غیر اقامتی بھارتی باشندوں کو بطراج کی سہولت دی جاتی ہے: دی گئی شرح سود عام طور پر ماخذ ممالک میں دستیاب بیرونی کرنسی کی شرحوں سے بلند رکھی جاتی ہے، جس سے مستحکم (بھارتی) روپے کی موجودگی میں غیر اقامتی بھارتی باشندوں کو بیرون ملک سے قرض لینے اور بھارت میں

<sup>14</sup> اس وقت صرف BRAC بینک سے تقریباً 50,000 ہزار ماہانہ منتقلیوں کی جاری ہیں (ماخذ: [http://www.bwip.org/MF\\_Industry\\_Report\\_Bangladesh\\_ELECTRONIC.pdf](http://www.bwip.org/MF_Industry_Report_Bangladesh_ELECTRONIC.pdf))

<sup>15</sup> مثال کے طور پر وزارت بیرونی امور کے مطابق سعودی عرب میں این آر آئی کی کاری سرچٹ انڈیا یا انڈیا زور انڈیا یا بلیم ڈپازٹس میں اہم حصہ تھا جنہیں آر بی آئی نے زرمبادلہ کی آمد بڑھانے کی غرض سے بالترتیب 1998ء اور 2000ء میں جاری کیا تھا۔

<sup>16</sup> صرف این آر آئی کی سرمایہ کاری این آر آئی میں کی جاسکتی ہے جبکہ کسی بھی دوسرے ملک کے غیر اقامتی این آر آئی میں سرمایہ لگا سکتے ہیں۔



غیر اقامتی امانتوں میں سرمایہ کاری کی سہولت دی جاتی ہے۔<sup>17</sup> جب 2013ء کے وسط میں بھارت اور دیگر ایشیائی ممالک کو سرمائے کے بھاری اخراج کا سامنا کرنا پڑا تھا، اس وقت ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے اس ذریعے کو ملک میں زرمبادلہ کی رقوم متوجہ کرنے کے لیے استعمال کیا تھا۔

سعودی عرب کے مقابلے میں متحدہ عرب امارات کے این آر آئی کا اقتصادی خاکہ زیادہ بہتر ہے۔ متحدہ عرب امارات میں کام کرنے والے تقریباً ایک چوتھائی این آر آئی پیشہ ور افراد ہیں اور انہیں اپنی مہارت اور مسابقت کی بنیاد پر اچھی ادائیگی کی جاتی ہے۔<sup>18</sup> وزارت خارجہ امور کے مطابق ڈاکٹروں، انجینئروں، ماہر تعمیرات، بینکاروں، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس کی بڑی تعداد کے علاوہ خلیج تعاون کونسل کے ملکوں کے سرکاری دفاتر اور سرکاری شعبے کے اداروں میں بھارتی سفید پوش کارکن اب کام کر رہے ہیں۔<sup>19</sup> جہاں تک پاکستانیوں کا تعلق ہے تو اگرچہ حال ہی میں پاکستانی کارکنوں کی ہنرمندی کے مجموعے میں بہتری آئی ہے لیکن غیر ہنرمند افرادی قوت کو امارات میں زیادہ آسانی سے کام مل جاتا ہے۔

### 5.3 سرمایہ مالی کھاتہ

گذشتہ سہ ماہی میں بھاری لین دین کے بعد مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے سرمایہ مالی کھاتوں کی سرگرمی کمزور رہی۔

#### بیرونی سرمایہ کاریاں

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی پست سطح کے متعلق تشویش لاحق رہی کیونکہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں رقوم کی آمد کم ہو گئی تھی۔ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کو صرف 153.5 ملین ڈالر کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری حاصل ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 239.5 ملین ڈالر موصول ہوئے تھے۔ یہ کمی وسیع الہذا تھی: دھاتوں، گاڑیوں، بجلی اور خدمات کے چند شعبوں کے علاوہ معیشت کے دیگر تمام شعبوں نے اس سال اب تک کم بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کیا ہے۔

پاکستان کو توانائی اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے لیکن بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے رد عمل اتنا حوصلہ افزا نہیں رہا۔ خاص طور پر توانائی کے شعبے میں بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے سرمایہ کاری کے شاندار مواقع موجود ہیں۔ نہ صرف سرچشمہ قیمتیں عالمی معیارات سے بلند ہیں بلکہ دریافت میں کامیابی کی شرح بھی پرکشش ہے۔<sup>20</sup> تاہم، ملک میں امن و امان کی خراب صورتحال، خاص طور پر تیل و گیس سے مالا مال علاقوں (خصوصاً بلوچستان) میں بیرونی سرمایہ کاری میں رکاوٹ ہے۔ بجلی کی پیداوار کے معاملے میں موجودہ فارغ پیداواری گنجائش بیرونی سرمایہ کاری کے امکانات کو کم کر دیتی ہے۔ تاہم، جیسا کہ مالی سال 14ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی سالانہ جائزہ رپورٹ

<sup>17</sup> ریزرو بینک آف انڈیا نے ان امانتوں میں بطراج (arbitrage) کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ مئی 2014ء کی جاری شدہ ”جدولی کمرشل بینکوں کے بیرونی واجبات پر انٹرل گروپ“ کی اپنی رپورٹ میں آر بی آئی کا کہنا ہے کہ ”..... کرنسی کی قدر میں اضافہ شرح سود کے مثبت تفرق کے ساتھ مل کر روپے کے کھاتوں میں این آر آئی کی بھاری آمد کا سبب بناتا ہے جب شرح سود جامد کردی گئی تو بطراج کا موقع گھٹنے کے سبب رقوم کی یہ آمد کم ہو گئی“۔ مکمل رپورٹ کے لیے: <http://www.rbi.org.in/Scripts/PublicationReportDetails.aspx?ID=383#5>

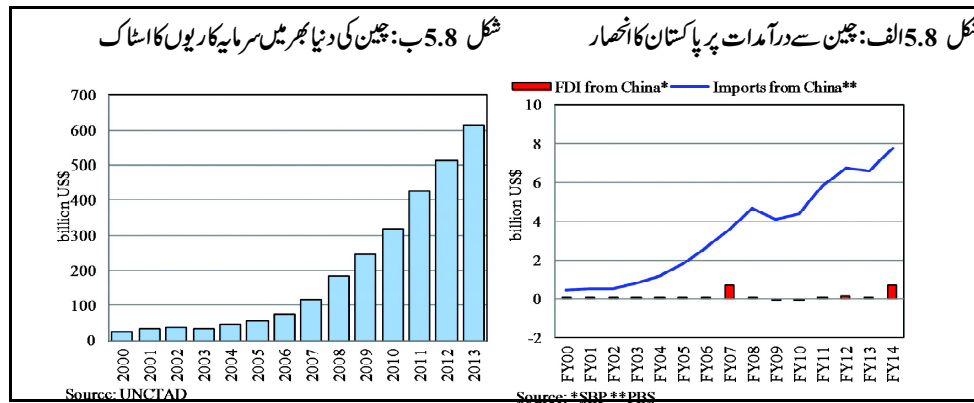
<sup>18</sup> <http://indiandiaspora.nic.in/diasporapdf/part1-ord.pdf>

<sup>19</sup> بہت سے دیگر سونے، برقی آلات، گاڑیوں کے پرزہ جات اور ہول/ریستوران کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔ یہ محنت کش عرب امارات میں مقیم بھارتی تارکین وطن کی مجموعی تعداد کا تقریباً ایک تہائی بنتے ہیں۔

<sup>20</sup> تفصیل کے لیے دیکھئے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 2013-14ء۔

میں بیان کیا گیا ہے، بجلی کے ترسیلی نیٹ ورک کو بہتر بنانے اور اس کی گنجائش بڑھانے کی ضرورت ہے۔ حال میں ہی اعلان کردہ بجلی پالیسی کے مطابق اس شعبے میں بیرونی سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ پیٹرولیم ریفائننگ ایک اور شعبہ ہے، جس میں ٹچل سطح کی صنعت میں بھاری سرمایہ کاری درکار ہے (عمودی یکجائی)۔<sup>21</sup>

اسی طرح، اشیاء سازی کے شعبے میں پاکستان کے پاس پست لاگت کی اشیاء سازی کا مرکز بننے کے امکانات روشن ہیں۔ پاکستان کو مشرقی ایشیائی ممالک کے مقابلے میں مشرق وسطیٰ اور افریقی ممالک کو برآمدات کے لیے مال برداری کے فوائد حاصل ہیں۔ مزید برآں، مقامی سطح پر مصنوعات کی ایک بڑی تعداد کی طلب ملک میں موجود ہے، جنہیں دیگر ممالک سے درآمد کیا جا رہا ہے۔ بد قسمتی ہے کہ کئی پست ٹیکنالوجی کی مصنوعات (مثلاً، موبائل بیٹریاں، بنیادی سیل فونز، کھلونے اور پلاسٹک کی اشیاء) کو پاکستان میں تیار نہیں کیا جا رہا۔ ان شعبوں میں چین سے سرمایہ کاری حاصل کی جاسکتی ہے، جہاں سے ہم بیشتر مصنوعات درآمد کرتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان نے 2007ء میں چین کے ساتھ ایک آزاد تجارتی سمجھوتے پر دستخط کیے تھے، تب سے اگرچہ پاک چین تجارتی حجم میں خاصا اضافہ ہوا ہے، لیکن سرمایہ کاری میں تیزی نہیں آ سکی جبکہ اس مدت کے دوران دیگر ممالک میں چینی سرمایہ کاری میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے (شکل 5.8)۔



بد قسمتی سے پاکستان کی اشیاء سازی کا شعبہ بیرونی سرمایہ کاروں کی توجہ کا مرکز نہیں ہے جبکہ ایشیا میں ابھرتے ہوئے برآمد کنندگان ممالک کو بیرونی سرمایہ کاری سے فائدہ پہنچا ہے۔ مثلاً، انڈونیشی ملبوسات کی برآمدات کا تقریباً 60 فیصد بیرونی سرمایہ کاریوں (زیادہ تر ملائیشیا و سنگاپور) پر مشتمل ہے: کمبوڈیا کی ساری ملبوساتی صنعت چین، تائیوان اور کوریا کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری پر چل رہی ہے: تھائی لینڈ میں گاڑیوں کے پرزوں کے شعبے کو جاپانی فرم کی اعانت حاصل ہے: اور ویت نام میں ہائی ٹیک کی ترقی (ٹیلی، سام سنگ، ایل جی اور نوکیا) بھی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی مرہون منت ہے۔ اسی طرح، بنگلہ دیش کی تیار ملبوسات کے شعبے میں کوریا کی سرمایہ کاریوں کی بدولت یہ ملک دنیا کا ایک بڑا برآمد کنندہ بننے کے قابل ہو سکا تھا۔

کامیابی کی ان تمام کہانیوں میں قدر مشترک مضبوط علاقائی ارتباط ہے، جس سے سرمایہ کاروں کے ساتھ ساتھ میزبان ممالک کے لیے نفع بخش

21 مثال کے طور پر پاکستان میں ایک مکمل مربوط کیماوی صنعت کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ملک میں ہینڈ کٹوڑنے کا ایک کارخانہ قائم کیا جائے جس کے لیے بھاری سرمائے اور ٹیکنالوجی درکار ہوگی۔ اس وقت بھارت جنوبی ایشیا کا واحد ملک ہے جس کے پاس یہ کارخانہ ہے۔

جدول 5.3: بیرونی قرضے		
ملین امریکی ڈالر		
پہلی سہ ماہی 2014ء	پہلی سہ ماہی 2015ء	بیرونی قرضے
-218	-289	1- مرکزی بینک
0	0	2- لمانتیں لینے والی کارپوریشنیں
-4	-20	3- عام حکومت
51	-258	تقسیم
1,161	592	طویل مدتی
711	459	قلیل مدتی
450	133	قسط وار ادائیگی
682	776	آئی ایم ایف سے قرضے
237	180	دیگر طویل مدتی قرضے
445	596	قلیل مدتی
133	0	4- دیگر شعبے
-124	-85	ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

مواقع تخلیق کرنے میں مدد ملی۔ مشرقی ایشیائی ممالک کے درمیان علاقائی ممالک میں سرمایہ کاریوں کو آسیان فری ٹریڈ ایریا کے سمجھوتے سے تقویت ملی ہے۔ اس ارتباط میں بھارت، چین اور کوریا کے درمیان 2010ء میں آزاد تجارتی سمجھوتے سے مزید گہرائی آئی ہے۔ یہ بلاک 2008ء سے جاپان کے ساتھ ایک جامع اقتصادی شراکت داری سمجھوتے سے بھی مستفید ہو رہا ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان ان ممالک سے دور رہا ہے اور ملائیشیا اور انڈونیشیا کے ساتھ آزاد تجارتی سمجھوتوں کے علاوہ ہم نے اقتصادی شراکت داری کے ایسے کسی پروگرام کا آغاز نہیں کیا جو سرمایہ کاری پر مبنی ہو۔ اس کے نتیجے میں جاپان (جو بنیادی طور پر گاڑیوں کے لیے پاکستان کی ملکی طلب میں دلچسپی

رکھتا ہے) کے علاوہ کسی بھی ملک نے ہماری اشیاء سازی کے شعبے میں سرمایہ کاری نہیں کی ہے (اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان میں جاپانی سرمایہ کاریوں پر منافع کی شرح دنیا کی بلند ترین شرحوں میں سے ایک ہے)۔<sup>22</sup> ہمارے خیال میں پاکستان کو مشرقی ایشیائی معیشتوں کے ساتھ تجارتی و سرمایہ کاری روابط کو گہرا کرنا چاہیے تاکہ وہ اس خطے میں موجود تجارت سے فائدہ اٹھا سکے۔

## بیرونی قرضے

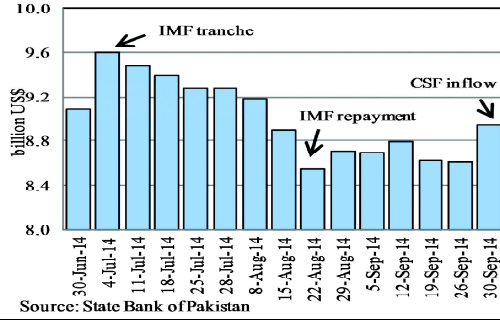
مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں قرضوں کی خالص آمد میں کچھ بہتری دیکھی گئی (جدول 5.3)۔ اگرچہ حکومت نے اس سال آئی ایم ایف کو زیادہ رقم واپس (ہنگامی قدرتی آفت کے اعانتی قرضے) کیے، جس کا اثر دیگر قرض دہندگان کی جانب سے رقم کی صحت مندا دائیگی نے زائل کر دیا تھا (سیکشن 4.5)۔ نجی شعبہ سہ ماہی کے دوران 124 ملین ڈالر کی رقم کے خالص اخراج کو ظاہر کر رہا ہے کیونکہ پی آئی اے نے اپنے کچھ زرمبادلہ قرضے واپس کر دیے تھے۔

## 5.4 زرمبادلہ کے ذخائر

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازرارمبادلہ دباؤ کا شکار رہا۔ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں 630 ملین ڈالر کی کمی ہوئی اور پاکستانی روپے

22 مثال کے طور پر 2013ء میں جاپان ایکٹرل ٹریڈ آرگنائزیشن (JETRO) کے سروے نے پاکستان کو بزنس کی نمو کے لحاظ سے دنیا میں دوسرا درجہ دیا۔ پاکستان کے بارے میں ڈیٹا یہاں بزنس کرنے والی 27 جاپانی فرموں نے تیار کیا تھا۔ نتائج کے مطابق 2013ء میں 74.1 فیصد جاپانی کمپنیوں کو جاری منافع ہوا جس سے پاکستان کو دوسرا درجہ ملا، اس سے اوپر صرف تائیوان ہے جہاں یہ تناسب 81.8 فیصد رہا۔

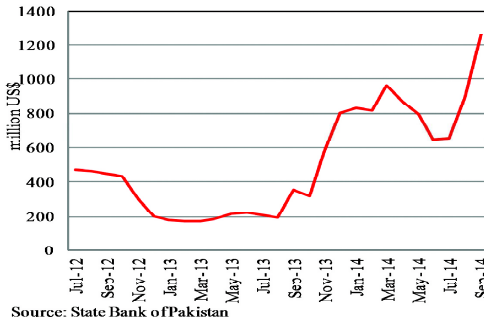
شکل 5.9: اسٹیٹ بینک کے ہفتہ وار ذخائر



Source: State Bank of Pakistan

کی قدر میں 3.7 فیصد کی ریکارڈ کی گئی۔ یہ دباؤ جاری کھاتے کے خسارے میں تیزی سے اضافے، آئی ایم ایف پروگرام کے چوتھے جائزے میں تاخیر اور وسط اگست سے ملک میں سیاسی غیر یقینی کیفیت کے باعث پیدا ہوا تھا۔ اس سے قطع نظر، مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستانی روپیہ میں 6.0 فیصد کی غیر معمولی کمی واقع ہوئی تھی جسے مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 15ء میں ہونے والی کمی زیادہ تشویشناک نہیں۔

شکل 5.10: ایف ای 25 امانتوں پر درآمدی مالکاری (واجب الادا)



Source: State Bank of Pakistan

جون 2014ء کے آخری ہفتے میں آئی ایم ایف کا تیسرا جائزہ کامیاب رہا جس کے بعد فنڈ نے ایف ایف قرضے کی مد میں 550 ملین ڈالر کی قسط جاری کر دی۔ نتیجتاً جولائی کے پہلے ہفتے میں اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر 9.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئے (شکل 5.9)۔ تاہم، تب سے اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں بیرونی قرضے کی ادائیگیوں کے باعث کمی ہو رہی ہے (خاص طور پر

ملک نے 1.5 ارب ڈالر کا قرضہ واپس کیا تھا)۔ اس سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت 735 ملین ڈالر کی آمد سے صورتحال اطمینان بخش ہو گئی تھی۔

کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ ذخائر میں کمی زیادہ نمایاں تھی۔ ایک جانب، صارفین نے امانتیں جمع کرانے کے مقابلے میں بیرونی کرنسی کھاتوں سے زیادہ رقوم نکلائی اور دوسری جانب درآمد کنندگان نے زرمبادلہ ادائیگیوں کے لیے بھاری قرض گیری کی۔<sup>23</sup> خاص طور پر ایف ای 25 امانتوں پر واجب الادا درآمدی قرضوں کا حجم مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 615.5 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر آخر ستمبر 2014ء میں 1.3 ارب ڈالر تک پہنچ گیا (شکل 5.10)۔ زرمبادلہ قرض گیری مقامی درآمد کنندگان کے لیے موزوں تھی کیونکہ ان پر پاکستانی روپے کے قرضوں کے مقابلے میں کم شرح سود ملتی ہے۔ دوسرے، اس سے شرح مبادلہ پر دباؤ کو مؤخر کرنے میں بھی مدد ملی۔

23 کمرشل بینکوں کے سیال زرمبادلہ ذخائر کا حساب بطور بیرونی کرنسی امانت لگایا جاتا ہے جس میں سے، درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان کو جاری کیے گئے مبادلہ قرضوں کو ٹینی کر دیا جاتا ہے۔

## 5.5 تجارتی کھاتہ<sup>24</sup>

جدول 5.4: تجارتی توازن (جولائی تا ستمبر)				
شرح موسمی سال (فیصد)		ارب امریکی ڈالر		
م 15ء	م 14ء	م 15ء	م 14ء	م 13ء
-10.4	9.0	6.0	6.7	6.1
11.6	3.0	12.4	11.2	10.9
44.4	-4.8	-6.5	-4.5	-4.7
یہ اعداد و شمار کسٹم کے ریکارڈ پر مبنی ہیں، یہ جدول 5.1 میں دیے گئے ڈیٹا کے مطابق نہیں ہیں جو کہ ادا بینکوں کے اندراج پر مبنی ہے۔				
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تجارتی خسارے میں دس سہ ماہیوں کی بلند ترین شرح نمو 44.4 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ یہ خاطر خواہ اضافہ درآمدات میں مضبوط نمو اور برآمدات میں کمی کا نتیجہ ہے (جدول 5.4)۔ درآمدات میں اضافے کی وجوہات یہ ہیں: (i) ملکی موبائل فون کمپنیوں کی جانب سے اپنے نیٹ ورکس کو تھری جی/فور جی کے

تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ (ii) سہ ماہی کے دوران فاسفیک اور این پی کے غذائی اجزاء کے استعمال کی بلند سطح (iii) سرکاری شعبے کی تعمیراتی سرگرمی میں کچھ بحالی اور (iv) جی ایس پی پلس سے فائدہ اٹھانے کے لیے مقامی ٹیکسٹائل سازوں کی جانب سے انسانی ساختہ ربڑوں کے استعمال میں اضافہ۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ درآمدات میں ہونے والا اضافہ فولاد، ٹیلی کام مشینری، کھاد اور ٹیکسٹائل کے شعبوں میں ہوا۔

## برآمدات

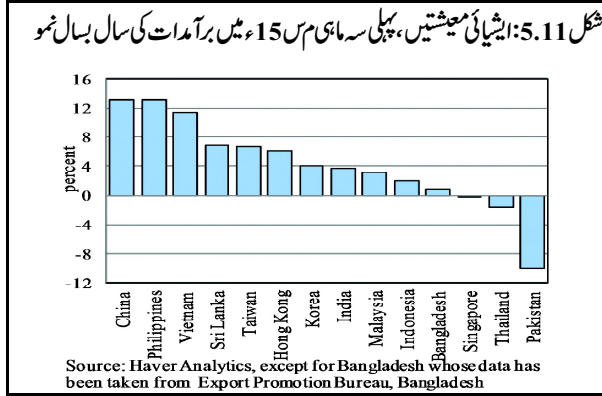
پاکستانی برآمدات کے رجحانات پر بحث سے قبل ہمارے اہم شراکت دار ممالک کے اقتصادی حالات اور باقی ایشیا کے برآمدی رجحانات پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

ترقی یافتہ معیشتوں کی معاشی نمو 2014ء کے آغاز سے کمزور رہی ہے۔ جنوری تا مارچ کے دوران امریکہ کی معاشی نمو تیزی سے کم ہوئی، برطانیہ میں بڑھی اور یورپی یونین میں معتدل رہی۔ اپریل تا جون کی مدت میں امریکہ و برطانیہ کی معاشی نمو مضبوط رہی لیکن یورپی یونین کی اقتصادی نمو صفر رہی۔ جہاں تک جولائی تا ستمبر کا تعلق ہے، سروے ڈیٹا امریکہ اور برطانیہ میں صارفی و کاروباری احساسات کے مثبت امکانات کو ظاہر کر رہا ہے لیکن یورپی یونین میں نجی صرف بظاہر سست رفتاری کا شکار ہو چکا ہے۔ 2015ء میں تیل کے فاضل میں خاصی کمی کا امکان ہے، برطانیہ کی معاشی نمو کمزور اور امریکہ کی معتدل ہو سکتی ہے۔

برآمدات کے ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بیشتر ایشیائی معیشتوں نے مضبوط نمو کا مظاہرہ کیا (شکل 5.11) جبکہ پاکستان، روس اور تھائی لینڈ کی کارکردگی کمزور رہی۔<sup>25</sup> چین، فلپائن، ویت نام اور سری لنکا نے دیگر کے مقابلے میں متاثر کن کارکردگی کا

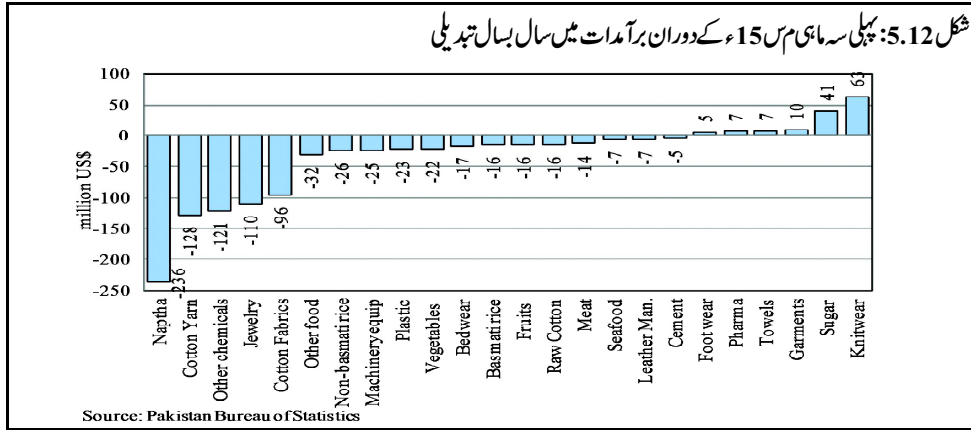
24 اس سیکشن کے اعداد و شمار کسٹم کے ہیں جو پاکستان دفتر شماریات سے ملے ہیں۔ ہم انہیں اس لیے استعمال کرتے ہیں کہ ایشیا کی حقیقتاً نقل و حرکت ہو جانے پر برآمدات اور درآمدات کی مالیت ان میں بتائی جاتی ہے۔ تجزیے کی غرض سے انہیں ادا بینکوں کے مندرجہ اعداد و شمار پر اس لحاظ سے بھی فوریات حاصل ہے کہ ایشیا کی مقداروں اور اکائی مالیت کے بارے میں معلومات ان میں شامل ہوتی ہیں۔ اس سیکشن میں دی گئی معلومات ادا بینکوں کے ان اعداد و شمار سے مناسبت نہیں رکھتیں جو ادا بینکوں کے توازن میں بتائے گئے ہیں۔ ان دو ڈیٹا سیریز کے مابین فرق تفصیل سے جاننے کے لیے اعداد و شمار کے توسیعی نوٹس کے بارے میں ضمیمہ دیکھیے۔

25 امریکہ، یورپی یونین اور بین الاقوامی اداروں نے کیریبا بحران کے سبب روس پر پابندیاں عائد کی ہیں جن سے روس کی برآمدات متاثر ہوئی ہیں۔



مظاہرہ کیا۔ چین کی برآمدات کو امریکہ میں مضبوط فروخت سے مدد ملی جبکہ فلپائن اور ویت نام پست لاگت کی اشیا سازی کی چین سے ان ممالک کو منتقلی سے فائدہ اٹھاتے رہے۔<sup>26</sup>

تاہم مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستانی برآمدات میں 10.4 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 9.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ کمی وسیع الہنیادہتی لیکن زیادہ تر پانچ شعبوں



تک محدود رہی جن میں نیفتھا، دھاگہ، کپڑا، دیگر کیمیکلز اور غذائی اشیا شامل ہیں (شکل 5.12)۔ اس کے علاوہ چاول، پھلوں و سبز یوں، گوشت، چمڑے کی مصنوعات، سینٹ اور جیولری کی برآمد میں بھی کمی واقع ہوئی۔ سہ ماہی میں نٹ ویئر، تیار ملبوسات اور تولیے جیسی قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل مصنوعات میں سال بسال اضافہ دیکھا گیا۔ اگر عالمی قیمتیں مستحکم رہیں تو ان زمروں میں پاکستانی برآمدات کی نمونہیں زیادہ مضبوط ہو سکتی تھیں (جدول 5.5)۔

ہمارے خیال میں برآمدات میں کمی کا اہم سبب رسدی مسائل ہیں۔ نیفتھا کی پست برآمدات کا بین الاقوامی منڈی میں کم نرخوں کے ساتھ تعلق معلوم ہوتا ہے،<sup>27</sup> سیلاب نے غذائی شعبے میں برآمدات کے قابل فاضل اشیا کا صفایا کر دیا۔ سوتی دھاگے اور کپڑے کا بلند ملکی صرف اس کی

<sup>26</sup> انڈونیشیا، ویت نام، فلپائن، کمبوڈیا، اور میانمار جیسے ممالک کم اجرتوں کے معاملے میں چین کے سخت حریف بنے ہوئے ہیں۔

<sup>27</sup> نیفتھا کی برآمدات کا براہ راست تعلق پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی پیداوار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مہ 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گردش کرنے کے دوبارہ انہر نے کے سبب ملکی ریفرنسز یوں نے سیالیت کی قلت کا سامنا کیا، چنانچہ انہوں نے مہ 14ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں خام تیل کی کم مقدار کو برائیں کیا۔ یہاں یہ یاد دہانی اہم ہے کہ جون 2013ء میں گردش کرنے کے تصفیے کی بنا پر ریفرنسز یوں نے خاصی بہتر کارکردگی دکھائی تھی اور مہ 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 6.8 فیصد نمو حاصل کی تھی، تاہم مہ 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ریفرنسز یوں کی سرگرمی 4.5 فیصد کم ہو گئی نیفتھا کی پیداوار کم رہی، اور اس کی برآمد بھی گھٹ گئی۔

جدول 5.5: درآمدی قدر میں تبدیلی کے سببی عوامل (قیمت اور مقدار)					
جولائی تا ستمبر 15ء			جولائی تا ستمبر 14ء		
قدر	قیمت	مقدار	قدر	قیمت	مقدار
-16.0	8.8	-24.8	-10.0	17.0	-27.0
-25.9	-4.2	-21.7	96.8	14.3	82.5
-6.7	2.0	-8.7	21.8	6.6	15.2
-16.0	-2.4	-13.6	24.3	16.1	8.2
-4.0	0.0	-4.0	-28.7	0.5	-29.2
40.6	0.4	40.2	-23.5	-4.3	-19.2
-14.3	1.8	-16.1	4.8	-10.2	15.0
-15.7	-3.6	-12.1	40.8	2.5	38.3
-127.5	-28.7	-98.9	50.9	10.9	40.0
-96.3	131.0	-227.3	-165.0	-165.2	0.2
62.6	-18.5	81.1	-6.4	-12.5	6.1
-16.9	-6.3	-10.6	123.4	-9.7	133.1
7.5	-17.5	25.0	-13.9	1.9	-15.8
10.3	-21.9	32.2	50.8	31.8	19.1
-7.2	-0.2	-7.1	33.7	7.8	26.0
-6.3	15.0	-21.3	10.8	-23.6	34.3

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

برآمدات میں کمی<sup>28</sup> کی وجوہات میں سے ایک ہے جبکہ دیگر وجوہات طلب پر مبنی تھیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

پاکستان اپنا سویتی دھاگہ اور کپڑا چین، بنگلہ دیش اور ترکی کو برآمد کرتا ہے، جوٹ ویئر اور اونی لمبوسات جیسی قدر اضافی کی حامل مصنوعات دیگر ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔ جولائی تا ستمبر 2014ء کے دوران اگرچہ چین کی لمبوسات کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہوا لیکن اس نے پاکستان جیسے ماخذ ممالک سے خریداری کے بجائے اپنے ملک کے سویتی دھاگے اور کپڑے کے ذخائر کو استعمال کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں بنگلہ دیش میں گارمنٹس کی صنعت کو کچھ مشکلات کا سامنا ہے۔ 2012ء میں بنگلہ دیش کی ایک گارمنٹ فیکٹری میں آتشزدگی کے واقعے کے بعد امریکہ کی جانب سے جی ایس پی مراعات کے خاتمے کے بعد سے اس کی برآمدات کمزور ہو گئی ہیں<sup>29</sup> جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش نے پاکستان جیسے ماخذ ممالک سے سویتی دھاگے اور کپڑے کی درآمدات میں کمی کر دی ہے۔ آخر میں، پاکستانی دھاگے اور کپڑے کے تیسرے بڑے خریدار ترکی نے دیگر ممالک سے کپڑے کی درآمد پر حفاظتی ڈیوٹیز عائد کر دی ہیں۔ طلب سے متعلق ان مسائل کے علاوہ پاکستان کے ٹیکسٹائل برآمد کنندگان شاک کی ہیں کہ توانائی کے مسائل اور ایف بی آر کے باز ادائیگی کے دعووں میں تاخیر کے باعث وہ آرڈرز کی تکمیل سے قاصر ہیں۔

<sup>28</sup> سویتی دھاگے اور کپڑے کا ملک میں استعمال حال ہی میں بڑھ گیا ہے جس کی اہم وجہ یہ ہے کہ یورپی یونین کو برآمد کرنے کے لیے بنے ہوئے لمبوسات اورٹ ویئر پہلے سے زیادہ تیار کیے جا رہے ہیں۔

<sup>29</sup> بنگلہ دیش کو ملنے والے امریکی آرڈر گھٹنے کا سب سے زیادہ فائدہ ویت نام اور بھارت کو پہنچا ہے۔ جولائی تا ستمبر 2014ء میں ان ملکوں کی ٹیکسٹائل اور لمبوسات کی امریکہ کو برآمدات بالترتیب سال بسال 15.7 فیصد اور 8.5 فیصد بڑھ گئی ہے۔ اس کے برعکس اسی عرصے میں بنگلہ دیش سے امریکہ کو برآمدات 3.4 فیصد گر گئی ہیں۔

چاول کی برآمدات کو کئی دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلا، پیداوار گزشتہ برس سے کم رہی، تاہم یہ عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی تھی جس نے چاول کے پیداکاروں / مل مالکان کو اسے برآمد نہ کرنے پر مجبور کیا۔ جیسا کہ باب 2 میں کہا گیا ہے، اگرچہ 2014ء میں چاول کی عالمی پیداوار بھارت، پاکستان، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، فلپائن اور سری لنکا کے خراب موسمی حالات سے متاثر ہوئی ہے لیکن وافر ذخائر کی وجہ سے اس کی عالمی قیمتیں کمزور رہنے کی توقع ہے۔ اپریل 2014ء کے اوائل کی بلند سطح کے بعد سے اس کی قیمت میں تقریباً 24.7 فیصد کمی واقع ہو چکی ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاجر / آڑھتی عالمی منڈی میں اپنے ذخائر کو فروخت کرنے کے لیے اس کی قیمتوں میں بحالی کا انتظار کر رہے ہیں۔

پہلے سے زائر سدر کی حامل چاول کی منڈی میں تھائی لینڈ کے چاول کی واپسی پاکستان (بھارت اور ویت نام کے لیے بھی) کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ فروری 2014ء میں زراعت پروگرام کے خاتمے، جس کے باعث عالمی منڈی میں تھائی چاول کی قیمت بڑھ گئی تھی، کے ساتھ توقع ہے کہ عالمی مسابقت ایک بار پھر سخت ہو جائے گی۔<sup>30</sup> تخمینوں کے مطابق، تھائی لینڈ کے پاس اب تقریباً 18 ملین میٹرک ٹن چاول کے ذخائر موجود ہیں جو چاول کی عالمی تجارت کا نصف ہے۔<sup>31، 32</sup> اس حقیقت کا ادراک ضروری ہے کہ پاکستان کو اس زراعت پروگرام سے فائدہ پہنچا تھا کیونکہ اس کے بعد سے خاستری چاول کی ملکی برآمدات بڑھ گئی تھیں۔

شعبہ جاتی مشکلات کے اثرات سے قطع نظر برآمدات کی نمونہ کم کرنے میں مارچ 2014ء میں روپے کی قدر میں اضافے کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مارچ 2014ء کے دوران پاکستانی کرنسی کی قدر میں نامیہ حقیقی دونوں طرح کا اضافہ ہوا۔ اگرچہ بیشتر حلقوں نے مضبوط روپے کو مثبت قرار دیا ہے لیکن اس سے عالمی منڈی میں پاکستانی مصنوعات کی مسابقت کے متعلق خدشات پیدا ہو گئے ہیں۔ پاکستانی روپے کے بعض نامیہ فوائد ختم ہو گئے تھے لیکن حقیقی لحاظ سے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کا عمل جاری رہا تھا (شکل 5.13)۔

#### درآمدات

مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدات میں 11.6 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں صرف 3.0 فیصد تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اس اضافے میں دھاتوں، مشینری، کھاد، اور مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل شامل ہیں (شکل 5.14)۔ ان اجزاء کی درآمد نے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کے تیل کے درآمدی بل میں قیمت پر مبنی کمی کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا تھا۔<sup>33</sup>

ایسے غذائی اجزاء کی درآمد جن کی کسی جگہ درجہ بندی نہیں کی گئی، ان کا مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدات کو بڑھانے میں اہم حصہ رہا ہے۔ اگرچہ اس زمرے کا تفصیلی ڈیٹا دستیاب نہیں ہے (نہی چھوٹی فصلوں کی پیداوار کا ڈیٹا)، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیلاب سے نقصانات کی وجہ

30 تھائی حکومت نے چاول کی بڑے پیمانے پر خریداری کا ایک پروگرام 2011ء میں شروع کیا تھا جس کے تحت حکومت کاشت کاروں سے چاول منڈی کے نرخ کی نسبت 40 سے 50 فیصد بلند نرخ پر خرید لیتی تھی۔

31 چاول کی اوسط عالمی تجارت 2010-11ء سے لے کر 2013-14ء تک تقریباً 37.9 ملین میٹرک ٹن رہی (ماخذ:

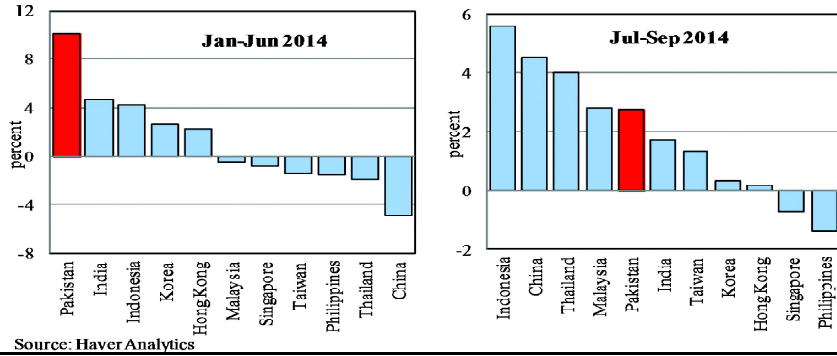
<http://www.fao.org/worldfoodsituation/csdb/en/>)

32 ماخذ: <http://uk.reuters.com/article/2014/08/15/uk-thailand-rice-idUKKBN0GF19320140815>

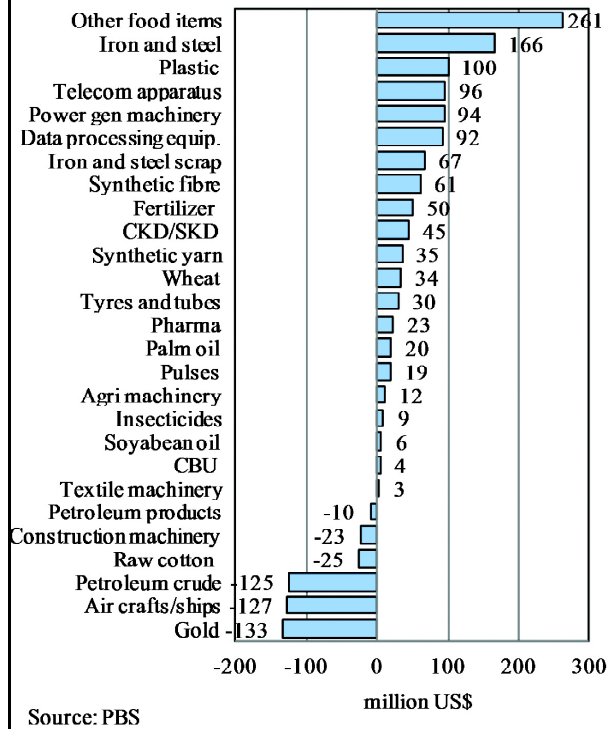
33 م 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم کی درآمدی مقدار (خام تیل اور مصنوعات، دونوں) سال بسال 5.2 فیصد بڑھ گئیں۔



شکل 5.13: بے پی مورگن وسیع حقیقی مؤثر شرح مبادلہ



شکل 5.14: پہلی سہ ماہی م س 15ء کے دوران درآمدات میں سال بسال تبدیلی



سے دالوں اور سبزیوں جیسے اہم غذائی اجزاء کو درآمد کیا گیا۔ یہی رجحان اسٹیٹ بینک کے ادائیگی ریکارڈ ڈیٹا میں بھی دیکھا جاسکتا ہے جو بھارت سے آلو، امریکہ سے مکئی، چین سے پیاز اور کینیڈا سے ترٹی کی بلند درآمدات سے ظاہر ہے۔

دھاتوں کی درآمد بھی مضبوط رہی: اسکرپ کی مقدار میں 33.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ لوہے اور فولاد کی درآمدی مقدار تقریباً دوگنی ہو گئی تھی۔ جیسا کہ باب 2 میں بتایا گیا ہے، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر بلند اخراجات کی وجہ سے ملک کی تعمیراتی سرگرمیوں اور نجی مکاناتی سرگرمی میں تیزی آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں، کار کی صنعت میں فولاد کے استعمال میں بھی بظاہر اضافہ ہو گیا ہے۔

کھاد کی درآمدات ملی جلی تصویر پیش کرتی ہیں۔ ملک نے دستیاب ذخائر کی وجہ سے مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یورپا درآمد نہیں کی (باب 2)۔ تاہم، ڈی اے پی کی درآمدات مالی

سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں گنی ہو گئیں (گذشتہ برس کے مقابلے میں)۔ منقولہ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے بڑے درآمد کنندہ اینگرو

فریڈلانز نے کھاد کی خریداری پہلے سے کر لی تھی تاکہ پست عالمی قیمتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ علاوہ ازیں، معلوم ہوتا ہے کہ مقامی درآمد کنندگان نے چین میں ٹیکس کی پست سطح سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔<sup>34</sup>

پاکستان کی ڈی اے پی کی درآمدات ربيع میں ہوائی کے لیے تھیں جو اکتوبر میں شروع ہوئی۔ مجموعی طور پر، مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد کی درآمد میں 33.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں 37.8 فیصد واقع ہوئی تھی۔

مجموعی طور پر پاکستان کے تجارتی کھاتے کا اصل مسئلہ برآمدات کا انجماد ہے۔ کچھ شعبوں میں درآمدی متبادل پر بھی غور کیا جاسکتا ہے جیسے پام آئل، اور نچلے درجے کی صارفی اشیاء کے لیے ان ہاؤس مینوفیکچرنگ سہولتوں کے قیام سے۔ تاہم، درآمدات کی نمو میں بڑا حصہ مشینری اور دیگر صنعتی خام مال کا ہے جو پاکستان کی پیداواری گنجائش میں براہ راست شامل ہو جاتا ہے۔ مزید برآں، پاکستان اس وقت جو اشیاء درآمد کر رہا ہے، ان میں خود کفیل نہیں ہے۔ اس لیے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ساختی اصلاحات، برآمدی بنیاد کو متنوع بنانے اور ہلکی ٹیکنالوجی والی اشیاء کی مقامی پیداوار کو فروغ دے کر ملکی برآمدات کو بڑھایا جائے۔ مزید برآں، حکومت کو صنعتوں کی برآمدات کے لیے چھوٹ اور باز ادائیگی کا ایک مؤثر طریقہ کار وضع کرنا چاہیے۔

تیل کی عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی اور آئندہ چھ مہینوں میں تیل کی پیداوار کے موجودہ سطح پر رہنے کو مد نظر رکھتے ہوئے امکان ہے کہ پاکستان کا تجارتی خسارہ سال کے بقیہ حصے میں معتدل رہے گا۔ آخر ستمبر سے عالمی منڈی میں پام آئل کی قیمت بھی کمزور ہوئی ہے، جس سے درآمدی بل میں کمی ہونی چاہیے۔<sup>35</sup> جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے، ان میں اکتوبر سے بحالی آئی ہے، پہلی سہ ماہی میں مسلسل کمی کے بعد۔<sup>36</sup> برآمدات کی نمو کو ٹیکسٹائلز، چاول، جوتوں اور پیٹرو لیوم مصنوعات سے تحریک ملی ہے۔ مجموعی طور پر امکان ہے کہ پورے سال کے لیے تجارتی شعبے کی کارکردگی مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے بہتر رہے گی۔

34 مئی 2014ء میں اعلان کی گئی اس سہولت کے تحت چینی تا جہ صرف پاکستان اور بھارت کو 15 فیصد کے کم نرخ پر فاسفیٹ کھاد درآمد کر سکتے ہیں۔

35 اکتوبر تا 28 نومبر 2014ء کے دوران عالمی منڈی میں پام آئل کے نرخ 0.2 فیصد گر گئے ہیں (ماخذ: عالمی بینک)۔

36 اکتوبر 2014ء میں برآمدات نے سال بسال 5 فیصد نمو دکھائی۔

